سوال

(117) صحیح حدیث اور درایت؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا یوں کہنا درست ہے کہ فلاں حدیث سنداً تو صحیح ہے مگر متناً ضعیف ہے یا روایتاً صحیح ہے درایتاً ضعیف ہے۔ علم حدیث کی دو (۲) اقسام بعض نصابی کتب، ایم اے اسلامیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، میں لکھی ہوئی ہیں :

۱۔ علم الروایۃ ۲۔ علم الدرایۃ

کیا یہ تقسیم محدثین کے ہاں معروف ہے یا موجودہ تجدد کی اپج ہے۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

اگر کوئی حدیث معلول ہونے یا شذوذ کی وجہ سے ضعیف ہو تو یہ کہنا درست ہے کہ فلاں حدیث (بظاہر) سنداً تو صحیح ہے مگر متناً ضعیف ہے۔ کیونکہ یہ روایت علت قادحہ ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

علت قادحہ اور معلول ہونے کا فیصلہ صرف محدثین کرام اور علم علل حدیث کے ماہرین ہی کر سکتے ہیں۔

''بظاہر'' کی قید ہٹا کر کہنا کہ ''فلاں حدیث سنداً صحیح ہے مگر متناً ضعیف ہے یا روایتاً صحیح ہے درایتاً ضعیف ہے۔'' غلط ہے۔ جو حدیث سنداً صحیح ہو، شاذ یا معلول نہ ہو اور محدثین نے اسے صحیح قرار دیا ہو تو وہ ہمیشہ صحیح ہی ہوتی ہے اور اس کا متن بھی ہمیشہ صحیح ہی ہوتا ہے۔ رہا بعض بظاہر صحیح نظر آنے والی سندوں کا معاملہ جن کا متن ضعیف یا وہم ہوتا ہے تو ان کے ضعیف یا وہم ہونے کا ثبوت بذریعۂ محدثین اس روایت میں شذوذ اور علت قادحہ سے ملتا ہے۔

اہل حدیث (محدثین کرام اور ان کے عوام) کا اس پر اجماع ہے کہ صحیح حدیث کے لئے پانچ شرطیں ہیں :

(۱) ہر راوی عادل ہو (۲) ہر راوی ضابط ہو (۳) سند متصل ہو (۴) شاذ نہ ہو (۵) معلول نہ ہو۔

اس پر اہل حدیث کا اجماع ہے۔ دیکھئے مقدمۃ ابن الصلاح مع شرح العراقی (ص ۲۰)

شاذ اور معلول کا تعلق درایت سے ہے۔

تنبیہ :

جس راوی پر بعض محدثین کی جرح ہو اور جمہور محدثین نے اسے ثقہ و صدوق قرار دیا ہو ایسا راوی ضابطہ ہونے میں کمی کی وجہ سے حسن الحدیث ہوتا ہے اور اس کی حدیث حسن لذاتہ ہوتی ہے۔ صحیح اور حسن لذاتہ دونوں حدیثیں حجت ہیں۔ والحمدللہ

علم ارواية کی ایک شاخ علم الدرایہ (معلول اور شاذ ہونے کا علم) ہے۔

جدید دور میں بعض متجددین اور منکرین حدیث کا علم الروایہ کو علیحدہ اور علم الدرایہ کو علیحدہ قرار دے کر صحیح احادیث کو قرآن مجید یا بعض الناس کی عقل وغیرہ کے خلاف سمجھ کر رد کر دینا باطل و مردود ہے۔

ھذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ علمیہ (توضیح الاحکام)

ج2ص299

محدث فتویٰ